آج ہم اسی قرآن کی ایک مختصر مگر اہم سورہ کی تفسیر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد ہ

قبل ازیں کہ ہم تفسیر شروع کریں مناسب سمجھتے ہیں کہ مختصراً اس کے فضائل و شان نزول کو بیان کر دیں۔

شان نزول ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ اپنے رب کی صفت بیان کرو کہ تمہارا رب کیسا ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہ سوال ایک اعرابی نے کیا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ سوال ایک قریشی نے کیا تھا حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ سوال ایک یہودی نے کیا تھا بہرحال منکرین و معاندین کے مطالبہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کو نازل فرما کر واضح الفاظ میں اپنی صفات کو سمجھایا ہے۔

فضائل اس سورہ کی شان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تہائی قرآن کے برابر ہے دوسری روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ رب العزت نے قرآن کو تین حصے کیا اور اس کو تیسرا جز قرار دیا۔ میرے محترم بزرگو آپ کے دل میں یہ بات ضرور گذرے گی کہ اللہ کے رسولؐ نے چار آیت کی سورہ کو ثلث قرآن کے برابر کہدیا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سنئے امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے اہم مقاصد یہ ہیں معرفت ذات ربانی معرفت صفات ربانی۔ معرفت افعال ربانی اور اس میں معرفت ذات کا ذکر مکمل طور پر ہے لہذا یہ ثلث قرآن کے برابر ہے علامہ شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی توجیہ میں جو اقوال نقل کئے ہیں ان میں ایک قول یہ ہے کہ قرآن میں تین چیزوں کا ذکر ہے احکام قصص، صفات ربانی اور اس سورہ میں صرف صفات کا بیان ہے اسلئے یہ ثلث قرآن ہوئی حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو شخص اس کو دو سو مرتبہ پڑھیگا اس کے پچاس سال گناہ معاف کر دئیے جائیں گے بشرطیکہ وہ مقروض نہ ہو نبی اکرم نے فرمایا جو شخص سوئے تو داہنے کروٹ سوئے اور سو دفعہ قل ھو اللہ پڑھے قیامت کے روز اس سے اللہ کہیگا کہ اپنے داہنے طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سورہ اخلاص سے مجھے محبت ہے فرمایا یہ تیری محبت تجھکو جنت میں لیجائیگی۔ حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ ایک شخص کو قل ھو اللہ پڑھتے سنا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی میں نے پوچھا کیا واجب ہو گئی کہا کہ جنت (خازن) پس ہم اپنے ناظرین سے مودبانہ عرض کرتے ہیں کہ وہ اس سورہ سے ضرور فائدہ حاصل کریں اور ہرگز تساہل نہ برتیں۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہ میرے نبی سارے جہان سے کہدو کہ وہ خدا (جس کے متعلق تم سے سوال ہو رہا ہے) ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں لفظ اللہ سے رب العزت ان فلاسفہ کے زعم باطل کی تردید کر رہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ خدا کو تاثرات جزئیہ میں کوئی دخل نہیں کیونکہ جزئیات کا اسکو علم ہی نہیں اور ایجاد فرع ہے علم کی پس خدا نے اپنے آپ کو لفظ اللہ سے تعبیر کر کے اس فاسد عقیدہ کی تغلیط کر دی کیونکہ اللہ کہتے ہی ہیں اس ذات کو جو تمام صفات کمالیہ کی جامع ہو یعنی اگر وہ جزئیات کا عالم و خالق نہ ہو تو اس کے صفات کمالیہ میں نقص لازم آئیگا اور اس پر لفظ اللہ کا اطلاق صحیح نہ ہوگا حالانکہ

وہ اللہ (یعنی تمام کمالات کا جامع اور تمام محامد کا مستحق) ہے اور اپنی اس جامعیت کمالات میں احد یعنی اکیلا ہے اس لفظ احد سے اللہ مشرکین اور مجوسیوں کے خیال فاسد کی بھی تردید کر رہا ہے مجوسیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ عالم کے انتظام کے لئے دو خدا ہیں ایک کا نام اہرمن اور دوسرے کا یزدان اُن کے علیحدہ علیحدہ لشکر ہیں دونوں میں ہمیشہ جنگ چھڑی رہتی ہے اگر اہرمن غالب آیا تو برے کام ہوتے ہیں اگر یزدان غالب ہوتا ہے تو اچھے کام ہوتے ہیں مگر لفظ احد نے ان کے اس خیال فاسد کی جڑ کاٹ دی اور کہا کہ عالم کے انتظام کے لئے ایک ہی خدا ہے چنانچہ اپنی وحدت کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مختلف دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے جن میں سے ایک مقام پر ایک آسان اور عام فہم دلیل یہ پیش فرمائی کہ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر خدا کے سوا اور بھی چند خدا ہوتے تو دنیا کا سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا۔ اس کو متکلمین کی اصطلاح میں برہان تمانع کہتے ہیں یعنی اگر ہم دو خدا مانیں تو ان میں آپس میں اختلاف بھی ممکن ہے مثلاً اگر ان میں سے ایک چاہے کہ صبح ہو اور دوسرا چاہے کہ شام ہو تو نہ تو یہ ہوگا کہ صبح و شام دونوں ایک ہی مقام میں ایک ہی وقت میں ہوں کیونکہ اس کو . . .

. . . . اجتماع النقیضین کہتے ہیں اور یہ محال ہے اور نہ یہ کہ دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو کیونکہ اس کو . . . .

ارتفاع النقیضین کہتے ہیں اور یہ بھی محال ہے لہٰذا ان میں سے جسکا ارادہ پورا ہوگا وہ غالب ہوگا اور دوسرا مغلوب اور مغلوب ہونا الوہیت کے شان کے خلاف ہے لہٰذا جو غالب رہیگا وہ خدا ہوگا پس یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ دو خدا کا ہونا محال ہے اللہ الصمد وہ بے نیاز ہے وہ قاضی الحاجات ہے سب کے سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں جیسا کہ دوسری جگہ خود فرماتا ہے اللہ الغنی وانتم الفقراء اگر وہ کسی کا محتاج ہوا تو وہ اللہ نہ ہوگا کیونکہ محتاج ہونا الوہیت کے خلاف ہے۔ لم یلد ولم یولد۔ نہ اسکا کوئی فرزند ہے نہ وہ کسی کا فرزند ہے کیونکہ اگر تم اس کو کسی کا فرزند مانو گے تو اس کے لئے کوئی باپ ہوگا اور بیٹا جو ہوتا ہے وہ باپ کے بعد ہوتا ہے اس بنا پر خدا کی ہستی کسی اور ہستی کے بعد ہوگی حالانکہ کسی کے بعد ہونا اس کی صفت قدامت کے خلاف ہے لہٰذا اس کا کوئی باپ نہیں اسی طرح اس کی کوئی اولاد بھی نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اولاد ماں باپ کے ہم جنس ہوتی ہے اور آگے کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی کردی ہے چنانچہ فرمایا لم یکن لہ کفوا احد اس کا کوئی ہم جنس و ہمسر نہیں اور نہ اس کے برابری کا کوئی ہے نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں نیز اس آیت میں اللہ رب العزت آریہ دھرم کی بھی تردید کر رہا ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ ہے کہ جس طرح خدا قدیم ہے اسی طرح روح اور مادہ بھی قدیم ہیں تو لازم آیا کہ وصف قدامت میں جو اللہ تعالیٰ کے صفات مخصوصہ سے ہے روح و مادہ بھی شریک و ہمسر ہو جائیں حالانکہ یہ باطل ہے لہٰذا لم یکن لہ کفوا احد فرما کر اس کی بھی تردید کردی اور دوسرے مقام پر تو صاف فرما دیا کہ لیس کمثلہ شیء

اس جیسی کوئی چیز نہیں

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین

والحمد للہ رب العالمین